وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ

خیر الکلام ما قلّ ودلّ

الحمد للہ کہ بفضل ایزدِ غفار کتاب مستطاب المسمیٰ بہ

صِیَانَۃُ الْاَبْرَار مِنْ خَبَاثَۃِ الْاَشْرَار

المقلب بہ

سیف مشہدی علیٰ راس شیخ نجدی

از تصنیفات سیادت و نجابت پناہ دستگاہ میر سید حسین شاہ صاحب مشہدی مونگی ہزاروی۔

سراج المطابع جہلم میں باہتمام مولوی فقیر محمد طبع ہوئی

حسن الدین کاتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کروں اول خدا کے نام کو یاد — پڑھوں الحمد للہ بادلِ شاد
جو خالق ہے زمین و آسمان کا — وہ رازق ہے سبھی خلقِ جہان کا
وہی معبود ہے سب عابدوں کا — وہی مسجود ہے سب ساجدوں کا
حبیب اوس کا محمد مصطفےٰ ہے — جو ختم المرسلین خیر الورےٰ ہے
میں پڑہتا ہوں بصدقِ دل بہر دم — کہ صلّی علیہ یا ربّی وسلّم
پھر اوس کے آل و اصحابوں پہ صلوات — خدا کی طرف سے نازل ہوں دنِرات
اب آگے بعد تحمیدات و صلوات — سنو عبد الاحد[1] کے چند ہفوات
سناتا ہوں میں اخوان الصفا کو — کہ تا تنبیہہ ہو اوس پُر جفا کو

خطاب بہ مؤلف اقامۃ البرہان

ارے عبد الاحد بے باک و بدگو — خدا توبہ کی دے توفیق تجھ کو
کہ ذاتِ حق کو حادث لکھدیا ہے — وبالِ سخت سر پر لے لیا ہے
یہ ہے دو سال کی تیری کمائی — کہ جسمیں دولتِ ایمان لوٹائی
عجالہ میں ہے سب تشریح موجود — ہوا تو بارگاہِ حق سے مردود
ستایا تم نے ہے بندہ خدا کا — نتیجہ ہے یہ تیری اوس جفا کا
بحق خواجۂ مہر علیشاہ[2] — ہوا گستاخ اے بدبخت گمراہ
شۂ جیلان کا جو نورِ بصر ہے — دیارِ ہند میں روشن قمر ہے
ہے تخلق اللہ جسکی سب سلامی — وہی خلقِ خدا کا یار و حامی
کسی سے بھی نہ اوسکو بغض و کین ہے — وہ بدخواہوں کا بھی بدخواہ نہیں ہے
یہ خلق رحمۃ للعلمین سے — ہے حصہ اوس کا رب العالمین سے

[1] عبد الاحد اصلی باشندہ خانپور کا ہے جو مذہب وہابیہ کی وجہ سے نکالا گیا ہے۔ اور اب راولپنڈی میں دوکانداری سے گذارہ کرتا ہے ؛

[2] یعنی حضرت پیر صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی ؛

وہ خاص الخاص خاصانِ خدا ہے
وہ بحرِ معرفت کا آشنا ہے
تجھے خوفِ خدا دل میں نہ آیا
کیا سبّ وشتم سے یاد تو نے
نہیں ہے یہ طریقہ عالموں کا
مخالف تو کتاب اللہ کا ہے
تو بدگوئی سے فاسق ہوگیا ہے
خدا کو ہے محبت متقین سے
یہ کیا تعمیلِ حکمِ ایزدی ہے
کہ اہل اللہ کے دل کو دکھانا
معاذ اللہ نہیں یہ حکم قرآن
مخالف ہو جو ختم المرسلین کا
یہ سُنّت ہے تمہارے پیشوا کی
یہ ہے اوس ابنِ تیمیہ کا فرمان
خدا کا خوف کچھ دل میں نہ لاکر
وہ مومن جو اخصّ المومنین ہے
ہے محی الدین عربی نام جن کا
رسول اللہ کے روضہ پہ جانا
تمہارا دوسرا اک رہنما ہے
وہ کہتا ہے محمد مصطفےٰ کو
شہ بغداد شاہِ اولیا کو

بہر حال و بہر دم باخدا ہے
وہ بیشک عارفوں کا مقتدا ہے
کہ بدگوئی سے ہے اون کو ستایا
کیا ایمان کو برباد تو نے
یہ شیوہ ہے جہولوں ظالموں کا
کہ مومن خاص کا موذی بنا ہے
یہ حکمِ شاہِ ختمِ انبیا ہے
نہیں اوسکو محبت فاسقین سے
یہی سُنّت کی سچی پیروی ہے
بُرے الفاظ سے اون کو ستانا
نبیّ اللہ کا ہے ہرگز نہ فرمان
موافق ہے وہ شیطانِ لعین کا
نہیں سُنّت یہ شاہِ انبیا کی
کہ جس نے بر خلافِ حکم قرآن
لکھا مومن کو کافر بلکہ اکفر
وَلیِ خاص رب العالمین ہے
نہ تھا جز اللہ اللہ کام جن کا
حرام اوس نے لکھا کر سفر جانا
کہ جسپر جان و دل سے تو فدا ہے
ولیِ حق علی المرتضےٰ کو
غرض تینوں محبانِ خدا کو

۱؎ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (ترجمہ) اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر کام کیے کے تو اوٹھایا اونہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ۔

۲؎ سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر الحدیث رواہ مسلم و بخاری ۔

کہ ہیں یہ لات و عزیٰ بہرِ اُمّت
تجھے بھی اون بزرگوں کی دُعا ہے
[1] او نہیں کی پیروی کا یہ اثر ہے
الدّ الخصم تجھ سا اور کوئی
[2] لگانا عیب کا مشکل نہیں ہے
ہزاروں ہیں مخالف اہلِ دین کے
کلام اللہ پر وہ معترض ہیں
مگر اون کا بگاڑا کچھ نہیں ہے
ہوا ہے معترض اس طرح تو بھی
[3] یہ جتنے عیب ہیں تم نے لگائے
محبّان خدا کی عیب جوئی
ہوئی تجھکو نہ کچھ بھی کامیابی
خدا ناراض تجھ سے ہو گیا ہے
[3] نہیں منظور اوس کو عیب جوئی
کیا قرآن سے تم نے کنارہ
لگایا زور اپنا تم نے سارا
وہی عالم وہی نور الہدے ہے
نہیں بجھیگا ان پھونکونسے یہ نور
دعا میری یہ ہے یقظاً و نوماً

خدا کی اس عقیدے پر ہو لعنت
کہ اونسے دو قدم آگے بڑھا ہے
کہ اللہ کا نہ کچھ خوف و خطر ہے
نہ گذرا ہے نہ ہوگا اور کوئی
ولیکن اوس سے کچھ حاصل نہیں ہے
کئی فرقے ہیں اون میں مشرکین کے
رسول اللہ پر وہ معترض ہیں
وہی قرآن وہی دین متین ہے
ولیکن تجھسے بگڑیگا نہ کچھ بھی
نہیں خوش اونسے اپنے یا پرائے
پسند اس کو نہیں کرتا ہے کوئی
ملی اولٹی تجھے ہے یہ خرابی
تو اوس کے حکم سے باہر ہو گیا ہے
کلام اللہ میں ہے منع ہوئی
لیا دنیا و عقبےٰ میں خسارہ
پھر اس پر بھی نہ کچھ اون کا بگاڑا
وہی خلقِ خدا کا مقتدے ہے
وہ ہوگا دن بدن نورٌ علےٰ نور
الٰہی زد فزد یوماً فیوماً

---

[1] دیکھو رسالہ عبدالوہاب جسکی عبارت یہ ہے۔ اما السابقون فاللات والعزیٰ واما اللاحقون فمحمد و علیؓ و عبدالقادر رضؓ
[2] ان ابغض الرجال عند اللہ الالد الخصم الحدیث متفق علیہ +
[3] قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ہ یعنے اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتیں کرنیسے مقرر بعض تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسیکا اور بد نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جو مُردہ ہو سو کراہت آئے تم کو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ۱۲ +

مدینہ کی زیارت کے فوائد بیان کرنے ضروری جانتاہوں — مخالف جس میں ہیں یہ بدعقاید کریں واجب خود اوسکو جانتاہوں

در ذکر فوائد زیارت روضۂ آنحضرت صلعم

عموماً قبر کی کرنی زیارت — نبیؐ صاحب کی ہے عامہ اجازت
فرمودہا حدیثوں میں لکھا ہے — جو فرمودہ رسول اللہ کا ہے
نبیؐ نے فائدہ جب اوسمیں پایا — فرمودہا کا۔ تب فرمان سُنایا
خود اون کے پاک مرقد کی زیارت — ہے کرنی عین دارینی سعادت
ثواب اوسکا نہ محتاجِ بیان ہے — دعاؤں کی اجابت کا مکان ہے
ذریعہ ہے نجاتِ مومنین کا — ہے بخشش کا وسیلہ مذنبین کا
فوائد اس کے ثابت بالیقین ہیں — بغیر از سفر ملتے وہ نہیں ہیں
مخالف ابنِ تیمیہ ہوا ہے — سفر کرنا حرام اوسنے لکھا ہے
دلیل اوس کی نہ قرآن میں کہیں ہے — حدیثوں میں نشان اس کا نہیں ہے
نہیں معلوم کیوں یہ امتناع ہے — خدا جانے یہ کس کا اتباع ہے
وہ صدیقہ جو اُم المومنین تھی — رسول اللہ کی ہردم ہمنشین تھی
فقیہہ عالمہ اور باخبر تھی — وہ اس مسئلے میں گویا بے خبر تھی
گئی مکہ میں وہ پھر زیارت — کری حسرت سے بھائی کی زیارت
فرمودہا میں ہے عامہ اجازت — کریں جس قبر کی چاہیں زیارت
اگر مخصوصہ نص کوئی ملی ہے — کہ جسمیں نہی عن قبر النبی ہے

۱؎ یعنے کیا حدیث لاتشد الرحال اونکو نہ پہنچی تھی ؟

۲؎ عن عبد اللہ ابن ملیکۃ قال لمّا توفی عبد الرحمن ابن ابی بکر بالحبشی قال فحمل الی مکۃ فدفن فیہا فلمّا قدمت عائشۃ۔ اتت قبر عبد الرحمن ابن ابی بکر فقالت۔ شعر

وکنا کندمانی جزیمۃ حقبۃ ✦ من الدہر حتی قیل لن یتصدعا
فلما تفرقنا کانی و مالکا ✦ لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معاً

ثم قالت واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شہدتک ما زرتک۔ رواہ الترمذی ؟

تو اوسکو کھول کر ہم کو دکھا دیں
نبیؐ کا حکم یہ دیکھا گیا ہے
کہ روز جمعہ قبرِ[۱] والدین پر
ہمیں ماں باپ سے پیارا نبیؐ ہے
سفر کرکے نہ جاویں گر وہاں پر
ضروری پھر ہوا جانا وہاں پر
نبیؐ کی طرف سے ہے یہ بشارت
سوا اسکے ہے ثابت دوسری بات
عرب کو اور عجم کو ہے ہدائیت
اگر عجمی سفر کرکے نہ جاویں
نہیں معلوم کیسی ضد پڑی ہے
زیارت میں اگر شرکِ خفی ہے
اگر کچھ شرک کی ہوتی شراکت
خدا انکے وساوس سے بچاوے
خداوندا بچا ان غالیوں سے
نہ ہے مجھکو کسی سے بغض و کینہ
نہ کچھ مطلب نہ کچھ اور مدعا ہے
توسل کے بھی ہیں یہ لوگ منکر
یہ بہتر ہے کروں کچھ اسمیں گفتار

کہ ہم اونکی زیارت کو نہ جاویں
حدیثوں کی کتابوں میں لکھا ہے
زیارت کرنی ہے حج کے برابر
زیارت اوسکی حجِ اکبری ہے
ہمیں ملتا نہیں یہ حجِ اکبر
ہو رحمت اوس مکین و اوس مکان پر
ہے واجب[۲] اون پہ زائر کی شفاعت
کہ گویا[۳] زندگی میں ہے ملاقات
کرے ہریک مدینہ کی زیارت
تو ایسے فائدے کس طرح پاویں
خدا کے دوستوں سے کد پڑی ہے
تو پھر اوسکی اجازت کیوں ملی ہے
نبیؐ کس طرح دیدیتے اجازت
نبیؐ کی صاف سنت پہ چلاوے
بچا انکی فسادوں گالیوں سے
حسد سے پاک رکھتا ہوں میں سینہ
فقط اظہار حق للہ کیا ہے
بھڑک اٹھتے ہیں اوسکا ذکر سنکر
جو دیکھا ہے کروں سب اوسکا اظہار

[۱] جو کوئی زیارت کرے ماں باپ کی یا ایک کی دن جمعہ کے تو ہوتی ہے مانند حج کے۔ روائیت کیا اوسکو ابو نعیم نے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ باب زیارت القبور۔ ایضاً وعن محمد بن نعمان یرفع الحدیث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل جمعۃ غفر اللہ وکتب برًّا رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً مشکوٰۃ

[۲] من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ اخرجہ الدارقطنی وابن خزیمہ وسندہ حسن ؁

[۳] عن ابن عمر مرفوعاً من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف ؁

در ذکر توسّل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

توسّل میں نہ کچھ نقص و خلل ہے
ہمارے باپ آدمؑ نے کیا ہے
نبیؐ اور اونکی آلِ پاک کے نام

گذشتہ انبیاء کا یہ عمل ہے
اوسے تلقین خدا سے یہ ہوا ہے
شفیع اونے بنائے تب ہوا کام

۱ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ در تفسیر آیہ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات میفرماید کہ آدم وحوا در جنت
کہ بر سریر جنت متکی بودند و از زندگانی بروفق کامرانی غیر متشکی۔ حق تعالے جبرئیل امین را بفرستاد تا آدم را بر منازل
وقصور و درجات جنت سیر دہد۔ جبرائیل دست او را گرفتہ بمنزلے آورد کہ بنائے آن خشتے از زر و خشتے از نقرہ بود و در ہائے
او از زمرد اخضر و دران قصر تختے نہادہ از یاقوت احمر بنگاشتہ و بر بالائے آن تخت قبۂ از نور بر افراشتہ بر آن قبہ صورتے
در غایت حسن و جمال ترتیب دادہ تاجے از نور بر سر او نہادہ و دو گوشوارہ از لؤلؤ در گوش او در آوردہ و قلادۂ از نور
در گردنِ او کردہ آدم از غایت ملاحت و کثرت صباحتش انگشت حسرت بدندانِ حیرت گرفتہ حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش کردہ پرسید۔ یارب ماہذہ الصورۃ خطاب آمد کہ اینصورت فاطمہ زہرا است دختر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و آن
تاج نور نمودار پدر بزرگوار اوست علیہ من الصلوات افضلہا و آن قلادۂ نور در گردنِ او مثال شوہر عالی مقدار اوست کرم اللہ
وجہہ و آن دو گوشوارہ چون لآلی ازہر کنایہ ایست از دو فرزند ارجمند فرمانبردار او رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین بعد ازان آدم
بر بالائے سر نظر کرد۔ دید پنج در کشادہ و بر ہر یک کتابہ و کلمہ از نور بر آن ثبت ساختہ و بر بالائے یک در نوشتہ انا المحمود و ہذا محمد
و بر فوق دیگر رقم زدہ بود کہ انا العلی الاعلے و ہذا علے۔ و بر کنار منظر سیوم این کتابت کردہ بود کہ انا الفاطر و ہذا الفاطمہ
و بر عصابہ روزن دیگر این کلمہ مرقوم ساختہ بود کہ انا المحسن و ہذا الحسن و بر ایوان منفذ پنجم این ترکیب ثبت کردہ بود کہ
منی الاحسان و ہذا الحسین۔ جبرائیل فرمود کہ اے آدم این کلمات و این اسامی گرامی را بخاطر میدار کہ روزے شاید
کہ بتدبیر کارے باین کلمات محتاج گردی۔ بعد ازانکہ سہ صد سال جہت ارتکاب ذلّت گریست و بتقنلائے ندائے
ہاتف غیبی باز بآن کلمات مستعبد گشت تا گفت یا محمود و یا علی الاعلے و یا فاطر و یا محسن و یا منک الاحسان بالجملہ
گفت بحق محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین ان تغفرلی وتقبل توبتی۔ بالفور از جناب قدس جل وعلا وحی آمد
کہ اے آدم کہ اگر از من محبان تمامی فرزندان خود درخواست میکردی ببرکت این پنج ہمہ را مغفرت ارزانی میداشتم
فذالک قولہ تعالے فتلقے آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ۔ انتہی۔ نقلاً از معارج النبوۃ رکن دوم باب اول صفحہ ۹
فصل سیوم مطبوعہ نول کشور واقع کانپور ؂

پھر اوسکے بعد باقی انبیاء کا
جب اون کو پیش آتی کوئی مشکل
نبی کے پاس آیا ایک بیمار[1]
نبی نے خود دعا اوس کو پڑھائی
علی[2] کی والدہ جب اس جہان کو
دفن اون کو کیا جس دم نبی نے
بحق کا لفظ آیا اوس دعا میں
نبی[3] کے پاک روضہ سے توسل
توسل کا طریقہ یہ بتایا
کریں سوراخ جانب آسمان کے

یہ دستور العمل جاری رہا تھا
نبی[1] کے نام سے کرتے توسل
جو آنکھوں کی بصارت سے تہا لاچار
وسیلہ اوس میں ذات اپنی بنائی
گئی تھی چھوڑکر دار الجنان کو
دعا اونپر پڑہی اوسدم نبی[2] نے
حدیث خواجۂ ہر دو سرا میں
کرایا عائشہ[3] نے وقت مشکل
کہ روضہ سے سقف اوپر اوٹھایا
ہوئے مقصود حاصل تب جہان کے

[1] عن عثمان ابن حنیف قال ان رجلاً ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافنی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضا فیحسن الوضوء ویدعوا بهذ الدعاء اللهم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجہت بک الی ربی لیقضی لی فی حاجتی ہذہ اللهم فشفعہ فی ۔ رواہ الترمذی +

[2] ودر روایت انس رض بن مالک رض آمدہ کہ فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ حضرت علی مرتضی علے النبی وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فوت شد۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بروے در آمد و بر سر وے بنشست فرمود یا اُمی بعد اُمی وثنائے بسیار بروے کرد و پیرہن خود را کفن وی ساخت بعد ازان اسامہ بن زید و ابو ایوب انصاری و عمر بن الخطاب را رضی اللہ عنہم فرمود تا قبر برائے او کنند ولحد وے را بدست شریف خود حفر کرد و بدست مبارک خاکہا برآورد و بعد از فراغ در لحد درآمد و بخفت و فرمود۔ اللہ الذی یحیی ویمیت وہو حی لایموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا۔ بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین ط انتہی۔ نقلاً از جذب القلوب الے دیار المحبوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۱۵۵ +

[3] عن ابی الجوزا قال قحط اہل المدینۃ قحطاً شدیداً فشکوا الی عائشۃ فقالت انظروا قبر النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتے لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطراً حتے نبت العشب وسمنت الابل حتے تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق رواہ الدارمی ۱۲ مشکوۃ باب الکرامات +

رہا معمول[۱] یہ حضرت عمرؓ کا
جو محرم راز تھا خیر البشر کا

مدینہ میں جب ہوتی قحط سالی
زیادہ جب ہو جاتی خشک سالی

تو تھے عباس سے کرتے توسّل
زمین بارش سے ہو جاتی تھی جل تھل

توسّل ہو گیا سُنت سے ثابت
طوالت کی نہیں اب اسمیں حاجت

مگر مجھکو خیال اب آگیا ہے
کہ مضمون معارج جو لکھا ہے

نبیؐ اور اہلبیت پاک کے نام
صفی اللہ کا جن سے بنا کام

مخالف جس گھڑی اوسکو پڑھینگے
بہ یکدیگر اشارے وہ کریں گے

کہ ظاہر ہو گیا سرِّ نہانی
یہی شیعوں کی ہے پختہ نشانی

اوسی مضمون کو اسمیں لکھا ہے
کہ جسمیں اوس کے دل کا مدعا ہے

میں کہتا ہوں نہیں شک اسمیں کوئی
محبت اونکی مجھ پر فرض ہوئی

خدا شیعوں میں اونکے گر ملاوے
تو جنت[۲] کا مجھے وارث بناوے

یہی خواہش یہی سب مدعا ہے
یہی دل سے میری ہر دم دعا ہے

ہیں خاصانِ خدا سب اونکے شیعہ
نجاتِ دو جہان کے ہیں ذریعہ

ہے میرا ہاتھ اور اونکا ہے دامن
وہ ہے ناجی لگا جو اونکے دامن

مثال اونکی ہے مثل کشتیٔ[۳] نوحؑ
حدیثوں کو پڑھو گر تن میں ہے روح

۱؎ وعن انس ان عمر ابن الخطاب کان اذا قحطوا استسقی بالعباس ابن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فلتسقینا و انا نتوسّل الیک بعم نبیّنا فاسقنا فیسقون۔ رواہ البخاری فی باب الاستسقاء +

۲؎ لقولہ علیہ السلام یا علی لا یدخل الجنۃ الّا انت و شیعتک۔ رواہ ابن حجر۔ صواعق محرقہ ۱۲ +

۳؎ عن ابی ذرؓ انہ قال وھو آخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا ہلک۔ رواہ احمدؒ۔ مشکوۃ +

اس مذکورہ حدیث کو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی نے اپنی تفسیر فتح العزیزی میں جس شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے اوسکو لکھنا اس موقع پر ضروری ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے اور طوفان کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ فائدہ۔ اللہ جل شانہٗ نے اس حالت میں کشتی بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ اوس میں طرح طرح کے منافع خلق کے واسطے رکھی ہیں۔ کما قال فی سورۃ الحاقۃ

یعنے جیسا کہ فرمایا سورۃ الحاقہ میں لنجعلها لکم تذکرۃ وتعیها اذن واعیۃ۔ یعنے تا کہ رکھیں اوسکو یادگاری کو اور سُنے اوسکو کان سُننے والا۔ یعنے کان اوسکو سُنکر یاد رکھیں کہ جب خوف غرق دلوں پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا بنا بر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے سے دوسرے کنارے کو یا پیمایش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانۂ روان اجسام نباتیہ خشبیہ سے طیار کر لو اور بلا تامل و بے تکلف بآرام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے۔ بولتے چلے جاؤ۔ اور عقل سے دریافت کرو کہ باوصف شدت آب طوفان جو کہ مادۂ عذاب تہا۔ اللہ تعالے نے کس طرح اس کشتی کے ذریعہ سے ہم کو بچایا اور باوجود شرکت عذاب کے ہم کو عذاب سے محفوظ رکھا۔ اسی طرح لازم ہے کہ بنا بر نجات از ثقل طبعی گناہان کہ مانند بحر زخار تند موّاج تیرہ و تہ دار قعرہائے دوزخ میں غرق کنندہ ہیں۔ **توسل** اون لوگوں سے حاصل کرنا چاہئے کہ ظرف الطف سے ہوں۔ جسطرح کشتی کی لکڑی ہوائے لطیف کا ظرف ہو گئی تھی۔ سو اس اُمّت مرحومہ کے لئے وہ ظرفِ لطیف اہل بیت ہیں کہ اونکی محبت و متابعت موجب محبت و متابعت حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہو جاتی ہے۔ اور ثقل طبعی گناہوں کے دفعیہ میں تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ ؎

مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد + دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

لہذا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مثل میری اہل بیت کے تم میں مثل کشتی حضرت نوح کے ہے جو کہ اس کشتی میں سوار ہوا اوس نے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا۔ اور وجہ تخصیص حضرات اہل بیت کی یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کمال عملی کی صورت تھی۔ اور حضرات اہل بیت کو بھی حق تعالے نے کمال عملی خاتم المرسلین کا نمونہ بنایا تہا کہ اوسکو طریقت کہتے ہیں۔ کیونکہ کمال عملی حضرت کا کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ شخص قوائے روحیہ آنجناب سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ جس طرح عصمت و حفظ و سماحت اور یہ مناسبت بدون ولایت و علاقۂ اصلی و فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو اسطرف سے جاری فرمایا۔ اور امامت کے معنی یہ ہیں۔ کہ جس کا دعویٰ ایک نے دوسرے کو کیا اور یہی ہے سرّ اسکا کہ یہ بزرگ مرجع سلاسل اولیا ہوئے ہیں۔ اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہے۔ اوسکا استفاضہ ان بزرگوں پر منتہی ہوتا ہے اور اس کشتی میں سوار ہوتا ہے۔ بخلاف کمال علمی آنجناب کے کہ وہ بیشتر صحابہ میں جلوہ پذیر رہا ہے۔ اس لئے کہ

انطباع اس کمال کا صحبت تلمیذ و اوستاد پر موقوف ہے اور حلِّ مشکلات و استخراج مجہولات میں اوسکی ضرورت ہے اور چونکہ دریائے حقیقت بدون بازدے علمی و عملی ممکن نہیں ہے تو مرد مسلمان کو دونوں سے تمسک واجب ہے۔ جسطرح قطع سفرِ دریا بدون کشتی کے اور بلا رعایت حالِ نجوم کے محال ہے۔ ورنہ سمت توجہ متمیز نہ ہوگی اور جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے بعد نزول آیۂ کریمہ تعیہا اذن واعیۃ۔ جناب امیر سے فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ کر دے ایسے کان تیرے اے علیؓ۔ سو وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ اہل بیتِ نبوّت کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا۔ اس لئے کہ اوس وقت میں اہل بیت رسولؐ مقبول کہ قابل امامت اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور اونکی تربیت و تعلیم دوسرے پر محول فرمانا شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے خلاف تہا۔ لاجرم قواعد نجات کے حضرت امیرؓ کو تعلیم فرما کر امام اِس کا قرار دینا اور اپنی کمال علمی کو اونکی صورت میں مصوّر کرنا ضرور ہوا کہ آنجناب بحکم ابوت اس کمال کو اپنے صاحبزادوں کو پہنچا وینگے۔ تاکہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت اون کے توسط سے جاری رہے۔ اس واسطے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بخطاب یعسوبؓ المسلمین مخاطب فرمایا۔ معہذا جناب امیر صغر سن سے حضرت کی خدمت میں رہے اور علاقہ دامادی رکھتے تھے اور جملہ امور میں رفیق تھے اس سبب سے حکم فرزندی بہی اونپر صادق آتا تھا اور اونکو بسبب قرب قریبہ کے مناسبت تامہ قوائے روحانیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھے۔ پس جناب امیر گویا ظلِ اور صورت کمالِ علمی آنحضرت تھے اور یہ استعداد اونکی روز بروز دعائے آنحضرتؐ سے دوچند ہوتی رہی اور غائیت درجہ کمال کو پہنچی کہ آثار اوسکے جملہ سلاسل اولیاؤں میں ظاہراً اور باطناً ہویدا اور پیدا ہیں۔ حاجت بیان نہیں۔ انتہے کلامہ ؞

نہیں امید ہووے کچھ موثر | او نہیں ہوگا زیادہ تر تنفر
یہی بہتر کہ جلتوں کو جلاؤں | وضاحت کرکے پھر اونکو دکھاؤں
مفصل حال کشتی کا سناؤں | کچھ اس میں قند پارس بھی ملاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لائقِ حمد و سزاوارِ ثناء | ہست ذاتِ خالقِ ارض و سماء
شد رسولش رحمۃً للعٰلمین | احمدِ محمود ختم المرسلین
صد ہزاران رحمتِ جان آفرین | بروے و بر آلِ پاکش اجمعین

یعسوبؓ امیر مگسانِ شہد۔ یعنے شہد کی مکھیوں میں ایک مگس اون سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور وہ جسطرف اوڑتا ہے سب مکھیاں اوسکے پیچھے پیچھے اوڑتی جاتی ہیں اوسکو بزبان عربی یعسوب کہتے ہیں ۱۲ ؞

بعد از حمد و ثنای کردگار ... ای پسر برگفتهٔ من گوش دار
گر نجاتِ دو جہان خواہی بیا ... پنجہ زن در دامنِ آلِ عبا
مقبلانِ بارگاہِ کبریا ... می شمارم پیشِ تو یک یک جدا
حضرتِ خاتونِ جنت فاطمہؓ ... از ہمہ علمِ نبوّت عالمہ
شیر یزدان ابن عمّ مصطفےٰ ... مصحفِ ناطق علی المرتضےٰ
سید مسموم شاہِ دین حسن ... خاصۂ خاصانِ ربِّ ذو المنن
سید الشہدا حسین ابن علی ... نورِ زہرا قرة العین نبی
سید سجّاد زین العابدین ... واقفِ اسرار ربّ العلمین
حضرتِ باقر امام المتقین ... وارثِ علم شفیع المذنبین
جعفر صادق امامِ با صفا ... سیّد زاہد و شاہِ اتقیا
موسیٰ الکاظم امامِ ہفتمین ... حجّت حق سرورِ دنیا و دین
پیشوای خلق شاہِ اولیا ... مقتدای دین علی موسےٰ رضا
بادشاہِ اتقیا شاہِ تقی ... ناصرِ دینِ خدا شاہِ نقی
حافظِ دین شاہ حسن العسکری ... رہنمای انس و ہم جن و پری
حضرتِ مہدی شہِ آخر زمان ... خاتم الخلفاء امامِ دو جہان
کشتیٔ نوح اند ایشان بالیقین ... حسبِ قولِ پاک ختم المرسلین
راکبِ این کشتیِ آلِ نبی ... بیگمان زاہلِ فلاح است و نجی
ہر کہ زین کشتی بماندہ برکران ... غرق گردید و بشد از گمرہان
آرزو دارم بدرگاہِ خدا ... با حضورِ دل کنم ہر دم دعا
من شوم از اہل کشتی یا خدا ... دستِ من باشد بدستِ ناخدا
با عزیزان داخلِ کشتی شوم ... ہمنشینِ اہلِ این کشتی شوم

آمین ثم آمین

حررہ و صنفہ احقر سید حسین شاہ خلف سید لعل حسین شاہ صاحب مرحوم
نور اللہ تربتہ مشہدی مونی ہزاروی بتاریخ دہم ماہِ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ ہے

لہ قال الشافعی رحمة اللہ علیہ قبر الموسیٰ الکاظم تریاقٌ مجربٌ لاجابة الدعوات ۱۲ - حاشیہ مشکوة